علیہ السلام

حضرت امام

حسن عسکری

سیرتِ ائمہ پر مستند اور مختصر کتب کا سلسلہ

تحریر: مجلس مصنفین ادارہ در راہِ حق۔ قم (ایران)

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

گیارھویں امام

حضرت امام حسن عسکری

علیہ السلام

تحریر: — در راہِ حق قم۔ ایران ترجمہ — ادارۂ نورِ اسلام

یکے از مطبوعات

دارالثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

۲۔جے۔ ۵/۴ — ناظم آباد — نمبر ۲ — کراچی

نام کتاب ــــــــــ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

تحریر ــــــــــ مجلسِ مصنفین ادارہ در راہِ حق (قم ایران)

ترجمہ ــــــــــ نورِ اسلام، فیض آباد

ناشر ــــــــــ دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

کتابت ــــــــــ حسن اختر۔ لکھنؤ

طبع اول ــــــــــ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ ۔ مئی ۱۹۹۱ء

طبع دوم ــــــــــ شوال ۱۴۱۳ھ اپریل ۱۹۹۳ء

اِنتسَاب

گیارھویں امام حضرت

ابو محمد حسن بن علی العسکری

علیہ السلام

کے سلسلے کی یہ کتاب

ان کے اکلوتے فرزند

حضرت حجۃ ابن الحسن العسکری

صاحب الزماں، ولی عصرؑ

اَرْوَاحُنَا لِتُرَابِ مَقْدَمِہِ الْفِدَاء

کی بارگاہِ کرم میں

پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں

اور حضرت کی ادنیٰ نظرِ عنایت کا

امیدوار ہوں۔

دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ بر دشمناں نظر داری

——— عابدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وبہ نستعین

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

ختمی مرتبت حضرت پیغمبر اسلامؐ کے بعد گیارھویں امام حضرت "ابو محمد حسن بن علی العسکری" ۲۳۲ھ میں "سامراء" میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار دسویں امام حضرت علی نقی علیہ السلام اور آپ کی والدہ پرہیزگار خاتون جناب "حُدَیثہ" ہیں جنھیں سوسن بھی کہا جاتا ہے۔

آپ سامراء کے "عسکر" (۱) نامی محلے میں پیدا ہوئے اس لئے آپ کو "عسکری" کہا جاتا ہے۔ آپ کے دوسرے مشہور القاب "زکی" "نقی" ہیں، اور "ابو محمد" آپ کی کنیت ہے۔

جس وقت آپ ۲۲ سال کے تھے اس وقت آپ کے والد امام علی نقی علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔ آپ نے چھ سال امامت فرمائی۔ آپ نے صرف ۲۸ سال عمر پائی اور ۲۶۰ھ میں آپ شہید کر دیے گئے۔

آپ کے اکلوتے فرزند خدا کی آخری حجت اور سلسلۂ رہبری کی آخری کڑی حضرت

حجۃ بن الحسن المہدی (ہماری جانیں ان کے خاک قدم پر نثار) ہمارے امام زمانہ ؑ ہیں۔ آپ کا وجود غیبت کے پردوں سے نور افشانی کر رہا ہے۔ جس وقت خدا کا حکم ہوگا آپ ؑ ظہور فرمائیں گے۔ زمین کو ظلم وجور، ظالم وجابر سے پاک فرماکر ساری دُنیا میں عدل وانصاف قائم کریں گے۔

جن لوگوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ آپ کا رنگ گندمی تھا۔ بڑی بڑی آنکھیں، خوبصورت اور خوش اندام تھے۔ آپ کے چہرے پر بڑا ہی رعب وجلال تھا۔

آپ کو اپنی زندگی میں بنی عباس کے چھ خلفاء کا سابقہ پڑا۔ "متوکل"، "منتصر"، "مستعین"، "معتز"، "مہتدی" اور "معتمد"۔ "معتمد" کے زمانے میں آپ شہید کئے گئے۔ (۱)

امامتِ امام

ہمارے ائمہ علیہم السلام اپنے بعد کے امام کے تعین کے لئے صرف ان تمام روایتوں پر اکتفا نہیں کرتے تھے جس میں ہر امام کا نام بہ نام ذکر موجود ہے۔ بلکہ مزید تاکید اور ہر قسم کے اشتباہ کو دُور کرنے کے لئے صریحی طور سے اپنے بعد کے امام کا تعارف کراتے تھے۔ یہاں ان روایتوں میں سے چند روایتیں ذکر کر رہے ہیں، جو امام حسن عسکری ؑ کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں۔

۱۔ ابوہاشم جعفری۔ شیعہ راویوں میں مورد اعتماد اور ائمہ علیہم السلام کے خاص اصحاب میں ہیں۔ جس وقت آپ امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام نے فرمایا:

"میرا بیٹا "حسن" میرا جانشین ہے۔ تم میرے جانشین کے جانشین کے ساتھ کس طرح پیش آؤ گے۔؟"

——— "آپ پر قربان ہو جاؤں، کس طرح۔؟" میں نے عرض کیا۔

——— فرمایا: "کیونکہ تم اُن کو دیکھو گے نہیں اور ان کا نام لینا سزاوار نہیں ہے۔"

——— "پھر ہم انھیں کس طرح یاد کریں۔"؟ میں نے سوال کیا۔

——— فرمایا: اس طرح یاد کرو: "اَلْحُجَّةُ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ" (۲)

(۲) "صقر بن ابی دلف" کا بیان ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ: یقیناً میرے بعد میرا فرزند "حسن" امام ہوگا۔ اور میرے حسن کے بعد اس کا فرزند "قائمؑ" امام ہوگا۔ اور وہ وہی ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ (۳)

(۳) "نوفلی" کا بیان ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام کے ساتھ ان کے صحن خانہ میں داخل ہوا۔ آپ کے فرزند "محمّد" ہمارے سامنے سے گزرے۔ میں نے کہا۔ آپ پر قربان ہو جاؤں، کیا آپ کے بعد یہی امام ہوں گے۔؟

فرمایا: نہیں۔ میرے بعد "حسن" تمھارے امام ہوں گے۔ (۴)

(۴) "یحییٰ بن یسار" کا بیان ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے اپنی شہادت سے چار مہینے پہلے امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت وخلافت کے بارے میں وصیت

فرمائی تھی، مجھے اور چند دوسرے شیعہ دوستوں کو اس پر گواہ قرار دیا تھا۔ (۵)

(۵) "ابوبکر فہفکی" کا بیان ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے مجھے تحریر فرمایا کہ میرا یہ فرزند "ابو محمد" (حسن عسکری علیہ السلام) پیغمبرؐ کے فرزندوں میں خلقت کے لحاظ سے سب سے زیادہ صحیح اور عقل و منطق کے اعتبار سے سب سے زیادہ مستحکم ہے۔ وہ میرے فرزندوں میں سب سے زیادہ رشید ہے۔ میرے بعد وہ میرا جانشین ہوگا۔ سلسلۂ امامت اور ہمارے معارف اس تک پہونچیں گے۔ جو باتیں تم مجھ سے دریافت کرتے تھے وہ اس سے دریافت کرنا، اس کے پاس وہ تمام چیزیں موجود ہیں جن کی تمھیں ضرورت ہے۔ (٦)

عبّاسی خلفاء

امام علیہ السلام کی مختصر امامت - ٦ سال - کے دَور میں بنی عباس کے تین خلفاء گزرے - معتز، مہتدی اور معتمد۔

معتز نے اپنے چچازاد بھائی "مستعین" کی جگہ حاصل کی تھی۔ معتز ہی کے زمانے میں امام علی نقی علیہ السلام شہید کیے گئے۔ اور اسی معتز کے زمانے میں کافی تعداد میں علوی بھی قتل کیے گئے یا زہر سے شہید کیے گئے۔ معتز نے اپنے بھائی "مؤید" کو قید کیا اور ۴۰ ڈنڈے لگانے کا حکم دیا، یہاں تک کہ اس نے اپنے کو ولی عہدی سے الگ کر لیا۔ پھر اس کو آزاد کر دیا گیا۔ دوسری مرتبہ پھر اس نے مؤید کو گرفتار کیا۔ اور جب معتز کو یہ خبر ملی کہ کچھ ترک مؤید کو آزاد کرانا چاہتے ہیں تو اس نے مؤید کے قتل کا حکم دے دیا۔ مؤید کو زہریلے لحاف میں لپیٹ کر اس کے دونوں سرے باندھ دیے گئے۔ یہاں تک کہ وہ اسی میں مر گیا۔ اس کے بعد معتز نے درباری علماء اور قاضیوں کو جمع کیا

تاکہ وہ اس کے جسم کو دیکھیں کہ اس کو کوئی تکلیف نہیں دی گئی ہے اور یہ رائے دیں کہ مؤید اپنی طبیعی موت سے اس دنیا سے گیا ہے۔ (۷)

معتز ہی کے زمانے میں ۷۰ سے زیادہ علوی، جعفر طیار اور عقیل بن ابی طالب کے فرزند جنھوں نے حجاز میں قیام کیا تھا، گرفتار کر کے سامراء لائے گئے (۸) امام حسن عسکری علیہ السلام کے دوستوں پر اس دور میں بہت ہی زیادہ سختیاں تھیں۔ بعض لوگوں نے امام کی خدمت میں جو خطوط بھیجے تھے ان میں سختیوں اور مشکلات کا ذکر کیا تھا۔ امام علیہ السلام نے ان کے جواب میں تحریر فرمایا کہ تین دن کے بعد مشکلات ختم ہو جائیں گی۔ (۹)

جیسا امامؑ نے فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا۔ عباسی دربار کے وہ ترک سپاہی جو معتز کو اپنے حق میں نہیں دیکھ رہے تھے یہ سپاہی اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے خلافت سے دستبردار ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد اس کو ایک تہ خانہ میں بند کر دیا اور تہ خانہ کے تمام دروازے بند کر دیے، وہ گھٹ گھٹ کر اسی میں مر گیا۔ (۱۰)

معتز کے بعد "مہتدی" کو خلافت ملی۔ یہ ستم گر بھی تھا اور منافق بھی۔ ظاہر میں زاہد لگتا تھا اور علانیہ عیاشی سے اجتناب کرتا تھا اسی لئے اس نے ناچنے گانے والی عورتوں کو اپنے دربار سے نکال دیا اور دوسری بُری باتوں پر بظاہر پابندی لگا دی۔ مظلوموں کے ساتھ ہمدردی کرنے لگا۔ لیکن کافی دنوں تک امام حسن عسکری علیہ السلام کو قید رکھا اور آپ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ لیکن موت نے اسے اتنی مہلت نہ دی کہ وہ اس ارادہ پر عمل کر سکتا۔ خدا نے اسے ہلاک کر دیا۔ مہتدی کے زمانے میں کچھ علویوں نے قیام کیا۔ بعض کو قید کیا گیا، اور بعض اسی قید خانہ میں مر گئے۔

"احمد بن محمد" کا بیان ہے کہ جس وقت مہتدی موالی اور غیر عربوں کو قتل کر رہا تھا۔ اس زمانے میں میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو ایک خط لکھا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس وقت وہ ہم لوگوں کی طرف سے غافل ہے۔ مجھ تک یہ خبر پہونچی ہے کہ اس

نے آپ لوگوں کو دھمکی دی تھی اور کہا تھا کہ "خدا کی قسم زمین پر آلِ محمدؐ کو باقی نہیں رہنے دوں گا۔"

امامؑ نے اپنے دستِ مبارک سے یہ جواب تحریر فرمایا کہ ۔ "اس کی عمر کس قدر مختصر ہے۔ پانچ دن کے بعد ذلت و خواری کی حالت میں قتل کر دیا جائے گا۔" جیسا امامؑ نے تحریر فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ (۱۱) ترک سپاہیوں کی بغاوت نے مہتدی کو قتل کر دیا اور "معتمد" اس کی جگہ خلیفہ ہوا۔ (۱۲)

اپنے بزرگوں کی طرح معتمد کا بھی صرف ایک کام تھا۔ عیاشی اور ستم گری۔ وہ لہو لعب میں اتنا زیادہ ڈوب گیا تھا کہ اس کا بھائی "موفق" اس کی تمام سلطنت پر مسلط ہو گیا تھا۔ تمام امور اس نے اپنے ہاتھ میں لے لیے تھے۔ یہاں تک کہ عملی طور سے معتمد عضو معطل ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ صرف نام کا خلیفہ تھا۔ "موفق" کی وفات کے بعد اس کا بیٹا "معتضد" اپنے چچا کے تمام امور پر مسلط ہو گیا۔ اور ۲۷۹ھ میں آخر کار معتمد اس دنیا سے چلا گیا اور معتضد رسمی طور سے خلیفہ ہو گیا۔ (۱۳)

معتمد کی حکومت میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام شہید کیے گئے اور علویوں کے ایک گروہ کو بھی قتل کیا گیا۔ بعض کو تو بہت ہی برے طریقے سے شہید کیا گیا اور قتل کرنے کے بعد ان کے جسموں کو مثلہ کیا گیا۔ (۱۴)

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ معتمد کے زمانے میں کافی جھڑپیں ہوئیں جس میں تقریباً ۵ لاکھ افراد قتل کئے گئے۔ (۱۵)

معاشرہ کا امام کی طرف جھکاؤ اور ائمہ علیہم السلام کی خلفاء سے عدم تعاون کی بے لوچ پالیسی سے خلفائے وقت ہمیشہ جلتے رہے اور کینہ و حسد سے اپنے دل کو پُر کرتے رہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام بھی اپنے آباو اجداد کی طرح خلفاء کی آنکھوں میں کھٹکتے رہے۔ آپ مہتدی کی حکومت میں ایک مرتبہ "صالح بن وصیف" کے قید خانہ میں قید

کیے گئے۔ اس نے اپنے دو بہت ظالم و بے رحم کارندے امام پر معین کر دیے تاکہ وہ امام سے سختی سے پیش آئیں۔ لیکن یہ افراد امام کی عبادت سے بہت زیادہ متاثر ہو گئے۔ (١٦)

دوسری مرتبہ امامؑ کو "نحریر" کے قید خانہ میں قید کیا گیا۔ یہ ستمگر امامؑ کو بہت زیادہ اذیتیں دیتا تھا۔ نحریر کی زوجہ نے اس سے کہا۔ خدا سے ڈرو۔ تم نہیں جانتے کہ تمھارے گھر میں کون ہے۔ اس نے امام کی عبادت اور طرز زندگی کو بیان کیا، اور کہا۔ تم جو اتنا ظلم کر رہے ہو مجھے خود خوف ہے تمھارے بارے میں۔

نحریر نے کہا۔ خدا کی قسم میں ان کو درندوں کے درمیان ڈال دوں گا۔

جب اس نے اعلیٰ عہدے داروں سے اس بات کی اجازت حاصل کر لی تو امام کو درندوں کے درمیان ڈال دیا۔ اسے یقین تھا کہ درندے امام کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن جب وہ امام کو دیکھنے آیا تو امام کو صحیح و سالم پایا، اس وقت امام نماز میں مشغول تھے۔ امام علیہ السلام کے گرد درندے حلقہ بنائے ہوئے کھڑے تھے۔ اس نے دوبارہ حکم دیا کہ امام کو گھر واپس کر دیا جائے۔ (١٧)

"معتمد" نے بھی اپنے اقتدار کے زمانے میں امام حسن عسکری علیہ السلام اور ان کے بھائی جعفر کو "علی جرین" کی قید میں رکھا، اور مسلسل امام کی حالت دریافت کیا کرتا تھا۔ اس تک یہ خبر پہونچتی تھی کہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات عبادت میں بسر کرتے ہیں۔

ایک دن "علی بن جرین" سے امام کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے وہی پہلے والی بات دہرا دی۔ معتمد نے حکم دیا فوراً ان کے پاس جاؤ اور ان سے میرا سلام کہو اور کہو کہ میرے ساتھ گھر تشریف لے چلیے۔

علی بن جرین کا بیان ہے کہ جب میں قید خانہ پہونچا تو دیکھا کہ امام لباس پہنے

جانے کے لئے تیار ہیں۔ جب مجھے دیکھا کھڑے ہو گئے۔ میں نے خلیفہ کا پیغام امام تک پہونچایا۔ امام سوار ہو گئے۔ پھر ٹھہر گئے۔ میں نے ٹھہرنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا، کہ جعفر بھی آجائیں۔

میں نے کہا کہ خلیفہ نے صرف آپ کی آزادی کا حکم دیا ہے اور جعفر کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

فرمایا۔ خلیفہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم گھر سے ایک ساتھ نکلے تھے اگر میں تنہا واپس چلا جاؤں تو ایسے مسائل پیش آئیں گے جن سے خلیفہ بخوبی واقف ہے۔

علی بن جرین خلیفہ کے پاس گیا اور واپس آیا، اور یہ کہا کہ خلیفہ کا کہنا یہ ہے کہ میں جعفر کو آپ کی بنا پر آزاد کرتا ہوں۔ میں نے تو اسے اس لئے قید کیا تھا کہ اس نے آپ کے ساتھ اور خود اپنے ساتھ خیانت کی تھی۔

جعفر کو آزادی مل گئی اور امام جعفر کے ساتھ گھر تشریف لے آئے۔ (۱۸)

امام کے ساتھ خلفاء کا جو رویہ تھا اس کا سرسری ذکر ابھی کیا گیا۔ اس سے اس بات کا باقاعدہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی زندگی کس قدر مشکلات اور پریشانیوں میں گھری ہوئی تھی۔ حکومتیں آپ پر سخت نظر رکھتی تھیں۔ متعدد بار آپ کو قید کیا گیا۔ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ جس وقت آپ قید خانہ میں نہ ہوتے اس وقت بھی آزاد نہ تھے۔ آپ سے ملاقات کرنے والوں پر پہرے لگے ہوئے تھے اور آپ سے ملنے والے ہر شخص پر باقاعدہ نظر رکھی جاتی تھی۔ آپ کے دوست اور آپ کے شیعہ آسانی سے آپ سے ملاقات نہیں کر سکتے تھے۔ بسا اوقات بعض شیعہ کچھ علویوں کی مدد سے آپ تک پہونچ پاتے تھے۔ "کشف الغمہ" میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ:

امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں علویوں میں سے ایک شخص روزی

کی تلاش میں سامرا سے بلاد جبل (ایران کا مغربی پہاڑی علاقہ ہمدان اور قزوین تک) جارہا تھا۔ راستے میں "حلوان" میں رہنے والے امام کے ایک دوست سے ملاقات ہوئی۔ اس نے دریافت کیا کہ کہاں سے آرہے ہو۔؟

____ کہا۔ سامرا سے آرہا ہوں۔

____ پوچھا۔ کیا تم فلاں محلے اور فلاں گلی سے واقف ہو۔؟

____ اس نے کہا۔ ہاں

____ پوچھا۔ حسن بن علیؑ کے بارے میں کوئی خبر ہے۔؟

____ اس نے کہا: نہیں۔

____ پوچھا۔ تم کس لئے جبل آئے ہو۔

____ اس نے کہا۔ روزی کی تلاش میں۔

____ "حلوانی" نے کہا، میرے پاس پچاس دینار ہیں یہ لے لو اور میرے ساتھ سامرا چلو اور مجھے حسن بن علیؑ کے گھر تک پہونچا دو۔

علوی راضی ہوگیا اور حلوانی کو امام کے گھر تک پہونچا دیا۔ (۱۹)

اسی ایک واقعہ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ جب امام قید سے آزاد رہتے تھے اس وقت بھی کتنی پابندیوں میں رہتے تھے۔ آپ کے گرد کیسا پہرہ رہتا تھا۔ کوئی شخص آسانی سے امام کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتا تھا۔ امام تک پہونچنے کے لئے ہزار بہانے تلاش کرنا پڑتے تھے، یہاں تک کہ امامؑ کے رشتہ دار بھی آسانی سے آپ تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔

امام کا اخلاق

امام کا اخلاق اور معنوی کمالات ایسے تھے کہ دوست تو دوست دشمنوں کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑتا تھا۔

"حسن بن محمد اشعری"۔ "محمّد بن یحییٰ" اور دوسروں نے روایت نقل کی ہے کہ:۔ "احمد بن عبید اللہ بن خاقان" قم کی زمینوں اور وہاں کی لگان کا نگراں تھا۔ ایک دن اس کی نشست میں علویوں اور ان کے عقائد کی بات نکلی۔ "احمد" جو خود زبردست ناصبی تھا[۱] اور اہل بیت علیہم السلام سے دُور رہتا تھا، اس نے گفتگو کے دَوران کہا کہ:

"میں نے سامرا میں کسی بھی علوی کو حسن بن محمد بن علی الرضا (امام حسن عسکری علیہ السلام) جیسا با اخلاق، پروقار، شریف، بلند مرتبہ، با فضیلت اور با عظمت نہیں پایا۔ بنی ہاشم میں بھی ان جیسا کوئی نظر نہیں آیا۔ ان کے خاندان کے افراد ان کو اپنے بزرگوں اور محترم شخصیتوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ فوج کے اعلیٰ عہدے داروں، وزیروں اور عوام میں بھی ان کی یہی حیثیت ہے۔ ایک دن مَیں اپنے والد[۲] کے پاس بیٹھا تھا کہ حاجب یہ خبر لائے کہ ابو محمد ابن الرضا[۳] (امام حسن عسکری علیہ السلام) تشریف لائے ہیں۔ میرے والد نے باآواز بلند کہا۔ آنے دو۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ حاجبوں

---

[۱] ناصبی۔ یعنی ائمہ علیہم السلام سے سخت دشمنی اور نفرت رکھنے والا۔

[۲] احمد کے والد عبید اللہ بن خاقان، عباسی حکومت کے کلیدی عہدے دار تھے

[۳] عربوں کا دستور ہے کہ جب کسی کا احترام مقصود ہوتا ہے اس کا نام نہیں لیتے بلکہ اسے کنیت سے مخاطب کرتے ہیں۔

نے میرے والد کے سامنے امام کا ذکر کنیت اور بہت ہی احترام سے کیا۔ کیونکہ میرے والد کے نزدیک صرف خلیفہ یا ولی عہد یا پھر اس شخص کا نام احترام سے لیا جاسکتا تھا جس کے بارے میں خلیفہ نے حکم دیا ہو۔ اتنے میں ایک شخص گندمی رنگ، خوش قامت، خوبصورت، مناسب اندام، جوان، باہیبت، پر رعب اور صاحب جلالت وارد ہوا۔ جب میرے والد کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ کھڑے ہو گئے اور استقبال کے لئے چند قدم آگے آگئے۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ میرے والد نے کسی بنی ہاشم یا کسی فوجی عہدے دار کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کیا ہو۔ میرے والد ان سے گلے ملے اور ان کی پیشانی کا بوسہ دیا اور ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی جگہ بٹھایا، اور خود ان کے کنارے بیٹھے اور باتیں کرنے لگے۔ گفتگو کے دوران "میں آپ پر قربان ہو جاؤں" بھی کہہ رہے تھے۔ میں یہ دیکھ کر بہت ہی حیرت زدہ تھا۔ اتنے میں ایک حاجب یہ خبر لایا کہ "موفق عباسی" آیا ہے۔ قاعدہ یہ تھا کہ موفق کے آنے سے پہلے حاجب اور اس کی فوج کے مخصوص افسران آتے تھے اور دروازے سے لے کر میرے والد کی جگہ تک دورویہ قطار میں کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ موفق آکے چلا جاتا تھا۔

میرے والد مسلسل ابو محمد (علیہ السلام) سے گفت گو کئے جارہے تھے اور انھیں کی طرف متوجہ تھے۔ یہاں تک کہ میرے والد کی نگاہ موفق کے مخصوص غلاموں پر پڑی۔ اس وقت میرے والد نے حضرت سے کہا، اگر آپ چاہیں تو تشریف لے جائیں، اور اپنے حاجبوں سے کہا کہ انھیں قطاروں کی پشت سے لے جائیں تاکہ موفق کی نظر نہ پڑنے پائے۔ امام کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ہی والد بھی کھڑے ہو گئے اور ان سے گلے ملے۔ اور امام تشریف لے گئے۔

میں نے والد کے حاجبوں اور غلاموں سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون تھے۔ ؟ کہ تم لوگوں نے والد کے سامنے اس احترام اور عزت سے اس کا

ذکر کیا اور والد اس طرح پیش آئے۔؟

انھوں نے کہا۔ وہ ایک علوی ہیں، لوگ انھیں "حسن بن علی" کہتے ہیں اور وہ "ابن الرضا" کے نام سے مشہور ہیں[1]۔ یہ سن کر میری حیرت میں اور اضافہ ہوا۔ اس دن مسلسل تصورات میں ڈوبا رہا، سلسلہ افکار بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ والد کی عادت یہ تھی کہ نماز عشاء کے بعد وہ ان تمام کاغذات کو دیکھتے تھے جن کی رپورٹ صبح خلیفہ کو پیش کرنی ہوتی تھی۔ جب وہ نماز عشاء سے فارغ ہوئے اور کاغذات میں غرق ہو گئے۔ اس وقت کوئی بھی ان کے پاس نہ تھا۔ میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

انھوں نے پوچھا۔ احمد کوئی کام ہے۔؟

——— میں نے کہا۔ جی ہاں۔ اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔

——— کہا۔ تمھیں اجازت ہے۔

——— میں نے کہا: آج صبح جس شخص کو دیکھا وہ کون ہے کہ آپ نے اس کا اتنا زیادہ احترام کیا اور دورانِ گفتگو بار بار "آپ پر قربان ہو جاؤں" کہہ رہے تھے بلکہ اپنے والدین کو بھی ان پر فدا کر رہے تھے۔

——— کہا۔ میرے فرزند: وہ رافضیوں[2] کے امام حسن بن علی ہیں جو "ابن الرضا" کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے اور میں بھی خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد انھوں نے

---

[1] امام رضا علیہ السلام کے بعد اس وقت کے سماج اور عباسی حکومت کے دربار میں اماموں کو "ابن الرضا" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اسی لئے امام محمد تقی، امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہم السلام کو امام رضاؑ سے نسبت کی بنا پر "ابن الرضا" کہا جاتا تھا۔

[2] اہلبیت علیہم السلام کے دشمن شیعوں کو "رافضی" کہتے تھے۔

کہا۔ فرزند! اگر خلافت بنی عباس کے ہاتھوں سے نکل جائے تو بنی ہاشم میں کوئی اور خلافت کا مستحق نہیں ہے اور یہ ان کے اخلاق، فضیلت، شرافت، بزرگی، زہد، عبادت کی بنا پر ہے۔ اگر تم نے ان کے والد کو دیکھا ہوتا تو ایک عظیم شخصیت اور فضیلتوں کے مجموعے کو دیکھا ہوتا۔

یہ باتیں سن کر میری پریشانی اور بڑھ گئی اور والد پر بہت زیادہ غصہ آنے لگا۔ پھر میرا کام صرف یہ تھا کہ ان کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر دوں، فوج کے افسروں، مصنفوں قاضیوں، عالموں، فقیہوں غرض جس سے بھی ان کے بارے میں دریافت کیا ہر ایک نے نہایت احترام سے ان کا ذکر کیا اور ان کے فضائل بیان کئے۔ ہر ایک نے ان کی بڑائی کا اعتراف کیا، اور ان کو تمام بزرگوں پر فوقیت دی۔ اس طرح میری نگاہ میں امام کی عظمت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ میں نے کسی دوست یا دشمن سے ان کی تعریف اور اچھائی کے علاوہ کچھ اور نہیں سُنا۔ (۲۰)

امام کا زہد

"کامل مدنی" چند سوال کے ساتھ امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا بیان ہے کہ جس وقت میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت امام نرم و نازک سفید رنگ کا کپڑا زیب تن کیے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ خدا کے ولی اور اس کے نمائندے اس قسم کا نرم و نازک لباس پہنتے ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ ہم اپنے غریب بھائیوں جیسا لباس پہنیں اور ان کی دل جوئی کریں۔

امام مسکرائے اور اپنی آستینوں کو اوپر اٹھایا۔ میں نے دیکھا کہ سیاہ رنگ کا کھردرا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اس وقت امام نے فرمایا کہ اے کامل! ھذا للّٰہ وھذا لکم

یہ کھُردرا لباس اللہ کے لئے اور یہ نرم لباس تمہارے لئے ہے۔ (۲۱)

دو ضرورت مند

"محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفرؑ" کا بیان ہے کہ میں ایک وقت تنگ دست ہوگیا۔ میرے والد نے مجھ سے کہا "چلو اس شخص (امام حسن عسکریؑ) کی خدمت میں چلیں ان کی سخاوت و کرم کا بہت شہرہ ہے۔

میں نے کہا۔ آپ انھیں پہچانتے ہیں۔

کہا۔ میں نے ابھی تک انھیں نہیں دیکھا ہے۔

ہم لوگ روانہ ہوگئے۔ راستہ میں والد نے کہا۔ کس قدر ہمیں ضرورت ہی اگر وہ ہمیں ۵۰۰ درہم دے دیں، ۲۰۰ درہم لباس کے لئے، ۲۰۰ درہم قرضے کے لئے اور ۱۰۰ درہم دوسرے اخراجات کے لئے۔

میں نے اپنے سے کہا، اے کاش وہ مجھے بھی ۳۰۰ درہم مرحمت فرمادیتے ۱۰۰ درہم سے ایک چوپایہ خریدتا، ۱۰۰ درہم دوسرے اخراجات کے لئے اور ۱۰۰ درہم میں لباس بنواتا اور جبل (ایران کا مغربی پہاڑی سلسلہ ہمدان و قزوین تک بلاد جبل کہلاتا ہے) چلا جاتا۔ جس وقت ہم امامؑ کے گھر پہونچے، ایک خادم باہر آیا اور اس نے کہا "علی بن ابراہیمؑ اور ان کے فرزند محمدؑ اندر تشریف لائیں۔ جب ہم لوگ اندر آگئے ہم نے سلام کیا، انھوں نے ہمارے والد سے فرمایا کہ:

"اے علی! کیا وجہ تھی کہ اب تک ہمارے پاس نہیں آئے"۔؟

والد نے کہا۔ ایسی حالت میں آپ کے پاس آنے میں شرما رہا تھا۔

جب ہم امام کے گھر سے باہر نکلے، امام کا خادم ہمارے پاس آیا اور اس نے

والد کو ایک تھیلی دی اور کہا کہ یہ ۵۰۰ درہم ہیں، ۲۰۰ آپ کے لباس کے لئے، ۲۰۰ آپ کے قرض کے لئے اور ۱۰۰ درہم بقیہ اخراجات کے لئے۔

پھر مجھے ایک تھیلی دی اور کہا کہ یہ ۳۰۰ درہم ہیں، ۱۰۰ چوپایہ خریدنے کے لئے، ۱۰۰ دوسرے اخراجات کے لئے اور ۱۰۰ درہم لباس کے لئے۔ دیکھو جبل کی طرف نہ جاؤ بلکہ "سورا" (عراق میں ایک جگہ کا نام) جاؤ۔" (۲۳)

امام کی عبادت

اپنے آباؤ اجداد کی طرح امام حسن عسکری علیہ السلام کو بھی عبادتِ خدا سے خاص لگاؤ تھا۔ نماز کے وقت آپ تمام کام چھوڑ دیتے تھے، کسی چیز کو نماز پر فوقیت نہیں دیتے تھے۔ "ابوہاشم جعفریؒ" کا بیان ہے کہ:۔

"امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت امام علیہ السلام کچھ لکھ رہے تھے کہ نماز کا وقت آگیا، امام نے وہ تحریر الگ رکھ دی اور نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔" (۲۴)

امامؑ اس طرح عبادت فرماتے تھے کہ دوسرے دیکھ کر خدا کی یاد کرنے لگتے تھے گمراہ اور منحرف افراد امام کی عبادت دیکھ کر راہ راست پر آجاتے تھے، جس وقت امام "صالح بن وصیف" کے قید خانہ میں تھے، بعض عباسیوں نے اس سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ امام پر سختی کرے، صالح بن وصیف نے اپنے بدترین کارندے امام پر تعینات کردیے لیکن وہ دونوں امام کے ساتھ رہتے رہتے بالکل بدل گئے۔ اور نماز و عبادت کے بلند درجات پر فائز ہوگئے۔

صالح بن وصیف نے انھیں بلایا اور کہا کہ "لعنت ہو تم پر۔ تم اس شخص کے ساتھ

کس طرح پیش آرہے ہو"؟

انھوں نے کہا: "ہم اس شخص کے بارے میں کیا کہیں جو دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات عبادت میں بسر کرتا ہے، عبادت کے علاوہ کوئی گفتگو ہی نہیں کرتا، اور کوئی دوسرا کام نہیں کرتا۔ جب اس کی نظر ہم پر پڑتی ہے تو ہم لرزنے لگتے ہیں اور اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ پاتے ہیں"۔ (۲۴)

مسلمانوں کی ہدایت

اہل سنت کے بعض علماء جیسے "ابن صباغ مالکی" ابوہاشم جعفری سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ:

.... ایک مرتبہ سامرا میں سخت قحط پڑا، خلیفۂ وقت معتمد نے حکم دیا کہ لوگ نماز استسقاء (طلب بارش کی نماز) بجالائیں۔ تین دن تک مسلسل لوگ نماز استسقاء پڑھتے رہے مگر بارش نہیں ہوئی۔ چوتھے دن عیسائیوں کا رہنما "جاثلیق" عیسائیوں اور راہبوں کے ہمراہ صحرا گیا۔ ان میں سے ایک راہب جب بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا تھا فوراً بارش ہونے لگتی تھی۔ دوسرے دن بھی اس نے یہی کیا، اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں کو پانی کی ضرورت نہ رہی۔ اس واقعہ سے لوگوں کے دلوں میں شک و شبہ پیدا ہونے لگا اور لوگ عیسائیت کی طرف راغب ہونے لگے۔ یہ بات خلیفۂ وقت کو ناگوار گذری۔ اس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس آدمی بھیجا اور آپ کو قید خانہ سے بلوایا گیا۔

خلیفہ نے امام سے کہا: "یہ آپ کے جد کی امت ہے۔ یہ گمراہ ہوا چاہتی ہے آپ ہی گمراہی سے بچا سکتے ہیں"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا۔ جاثلیق اور اس کے راہبوں سے کہو کہ منگل کے روز

پھر صحرا آئیں۔

خلیفہ نے کہا۔ عوام کو اب بارش کی ضرورت نہیں ہے، کافی بارش ہو چکی ہے اس لئے اب صحرا جانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

امام نے فرمایا۔ میں یہ بات شکوک و شبہات دُور کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں۔

خلیفہ کے حکم سے منگل کے روز عیسائی رہنما اور راہب صحرا رگئے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام بھی ایک بڑے گروہ کے ساتھ صحرا تشریف لے گئے۔ عیسائیوں اور ان کے راہبوں نے طلب بارش کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ آسمان ابر آلود ہو گیا اور بارش ہونے لگی۔

امامؑ نے حکم دیا کہ فلاں راہب کے ہاتھوں میں جو چیز ہے وہ اس سے لے لو۔ راہب کے ہاتھوں میں ایک سیاہ فام ہڈی تھی، یہ ہڈی کسی انسان کی تھی۔ امام نے وہ ہڈی لے لی اور ایک کپڑے میں لپیٹ دی، اور راہب سے فرمایا۔ ذرا اب بارش کے لیے دُعا کرو۔ راہب نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ آسمان پر جو بادل تھے وہ بھی چھٹ گئے، آسمان صاف ہو گیا اور سورج نظر آنے لگا۔ لوگ حیرت سے امام کو دیکھ رہے تھے۔ خلیفہ نے امام سے دریافت کیا کہ

یہ ہڈی کیسی ہے۔؟

امامؑ نے فرمایا۔ یہ ایک پیغمبر خدا کے جسم کا ٹکڑا ہے جس کو انھوں نے انبیاء کی قبروں سے حاصل کیا ہے۔ جب یہ ہڈی زیر آسمان آجاتی ہے تو فوراً بارش ہونے لگتی ہے۔

سب نے امام کی تعریف کی، اور جب ہڈی کو آزمایا گیا تو امام کی بات کو حرف بہ حرف صحیح پایا...... (۲۵)

ایک فلسفی کی ہدایت

عراق کا نامی گرامی فلسفی "اسحاق کندی" ایک کتاب کی تالیف میں مشغول تھا وہ بخیال خود یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ قرآن میں متضاد باتیں موجود ہیں۔ اس کتاب کی تکمیل کی خاطر وہ لوگوں سے کنارہ کش ہوگیا اور تنہائی میں اپنے کام میں جٹ گیا۔

ایک دن اس کا ایک شاگرد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے اس سے دریافت کیا کہ تمھارے درمیان کوئی ایسا معقول اور سمجھدار شخص ہے جو تمھارے استاد کو اس بے مقصد اور عبث کام سے منع کرے۔؟

اس نے کہا۔ ہم اس کے شاگرد ہیں، ہم کس طرح اس پر اعتراض کر سکتے ہیں اور کس طرح منع کر سکتے ہیں۔؟

امام نے فرمایا "اچھا یہ بتاؤ جو باتیں تمھیں بتاؤں تم اس تک پہونچا دوگے۔"

اس نے کہا "ہاں"۔

فرمایا:۔ اس کے پاس جاؤ اور اس سے بہت زیادہ نزدیک ہو۔ خوب دوستی بڑھاؤ، اور جو کام وہ کرے اس میں اس کی مدد کرو۔ جب خوب نزدیک ہوجاؤ اور اس کا اعتماد حاصل کرلو۔ اس وقت اس سے کہو، ایک سوال میرے ذہن میں ہے اگر آپ اجازت دیں تو آپ کی خدمت میں عرض کردوں۔؟ وہ تمھیں سوال کی اجازت دے دے گا۔ اس وقت اس سے کہو۔ اگر قرآن کا بیان کرنے والا آپ کے پاس آئے۔ تو کیا آپ یہ احتمال نہیں دیں گے کہ قرآنی الفاظ سے اس نے وہ مفہوم مراد نہیں لیا ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں۔؟

وہ کہے گا ہاں اس بات کا احتمال ضروری ہے۔ کیونکہ "کندی" باتوں کو غور سے

سنتا ہے اور درک کرلیتا ہے۔ اور جب وہ تمھارے سوال کا مثبت جواب دے۔ اس وقت کہو، آپ کو یہ یقین کس طرح حاصل ہوگیا کہ قرآنی الفاظ سے وہی معنی مراد لیے گئے ہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے قرآن کا مفہوم کچھ اور ہو جس تک آپ کی رسائی نہ ہوسکی ہو اور آپ قرآنی الفاظ و عبارت کو دوسرے معانی و مفاہیم کے سانچے میں ڈھال رہے ہوں ــــــ!"

وہ شخص "اسحق کندی" کے پاس گیا، اور جس طرح امام نے فرمایا تھا اسی طرح پیش آیا۔ آخر ایک دن اس نے اپنا سوال اسحق کندی کے سامنے پیش کر دیا۔ اسحق نے اس سے سوال دُہرانے کو کہا۔ پھر وہ فکر میں ڈوب گیا، اور اس نے اس بات کو ادبیات کی کسوٹی پر صحیح پایا۔

اس نے اپنے شاگرد کو قسم دے کر پوچھا کہ یہ سوال تمھارے ذہن میں کس نے ایجاد کیا۔ شاگرد نے کہا۔ بس ایسے ہی میرے ذہن میں یہ سوال آگیا۔

اس نے کہا۔ یہ سوال تمھارے ذہن کی اپج نہیں ہے۔ تمھارے جیسے افراد کے ذہنوں میں اس طرح کے سوال نہیں آسکتے۔ بتاؤ یہ سوال تمھیں کس نے بتایا ہے؟ شاگرد نے کہا۔ یہ سوال ابو محمدؐ (امام حسن عسکری علیہ السلام) نے مجھے تعلیم دیا تھا۔

کندی نے کہا۔ "اب تم نے سچ کہا۔ یہ سوال اس خاندان کے علاوہ کسی اور کے ذہن میں نہیں آسکتا۔"

اس کے بعد کندی نے اس سلسلے میں اب تک جو کچھ لکھا تھا، سب میں آگ لگادی۔ (۲۶)

چند سوال اور جواب

الف:۔ ابوہاشم جعفری کا بیان ہے کہ ایک شخص نے امام سے یہ سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ عورت کو میراث میں ایک حصّہ اور مرد کو دُو حصّے ملتے ہیں۔ ؟

امام ؑ نے فرمایا:۔ چونکہ جہاد اور اخراجات عورت کے ذمہ نہیں ہیں، اس کے علاوہ اشتباہی قتل کی دیت بھی عورت کے ذمہ نہیں ہے بلکہ مردوں کے ذمہ ہے۔[1]

ابوہاشم جعفری کا بیان ہے کہ یہ جواب سُن کر فوراً میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ یہی سوال "ابن ابی العوجار" نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تھا اور امام نے یہی جواب ارشاد فرمایا تھا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا، ہاں یہ ابن ابی العوجار کا سوال ہے۔ جب سوال ایک ہے تو ہمارا جواب بھی ایک ہے۔ جو چیز پہلے امام کو پیش آتی ہے وہی دوسرے امام کو۔ ہم اوّل و آخر علم و منزلت میں برابر ہیں، ہاں رسُول خدا (ص) اور امیر المومنین علیہ السلام کو خاص فضیلت اور امتیاز حاصل ہے۔ (۲۷)

(ب) "حسن بن ظریف" نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو لکھا کہ رسُول خدا نے امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اس کا کیا مطلب ہے۔ ؟

---

[1] اشتباہی قتل کی صورت میں مقتول کی دیت "عاقلہ" یعنی قاتل کے رشتہ داروں پر ہے یعنی ان رشتہ داروں میں قاتل کے بھائی، چچا، بھتیجے، چچازاد بھائی، قاتل کے فرزند اور پدر آتے ہیں، عورتیں نہیں آتیں۔

امامؑ نے فرمایا:- آنحضرتؐ کا مقصد حضرت علی علیہ السلام کو منصب امامت پر فائز کرنا ہے۔ تاکہ جس وقت اُمّت میں اختلاف رونما ہو تو خدا کا گروہ اور حق کے پیروکار پہچانے جا سکیں۔ (۲۸)

(ج) "ہروی" کا بیان ہے کہ "اسباط" کے ایک فرزند نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو ایک خط لکھا اور ان کے دوستوں کے درمیان جو اختلافات تھے ان کا تذکرہ کیا اور درخواست کی کہ اختلافات کو دُور کرنے کے لئے کوئی دلیل (معجزہ) ظاہر فرمائیں۔

امامؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ:

"خداوند بزرگ و برتر صاحبانِ عقل سے گفتگو کرتا ہے۔ جو کچھ حضرت ختمی مرتبت رسُول خداؐ بیان فرما چکے ہیں اس سے زیادہ اور کوئی بیان نہیں کر سکتا ہے، اس کے باوجود ان کی قوم نے ان کو جادوگر اور کاذب کہا جو لوگ قابلِ ہدایت تھے ہدایت یافتہ ہو گئے۔ اور معجزہ عوام کے لیے سکون واطمینان کا سبب ہے۔ جب خدا ہمیں حکم دیتا ہے ہم زبان کھولتے ہیں، گفتگو کرتے ہیں اور جب خدا ہمیں گفتگو کرنے سے روک دیتا ہے، ہم خاموش ہو جاتے ہیں۔

اگر خدا حق کو واضح کرنا نہ چاہتا تو کبھی پیغمبروں کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر نہ بھیجتا۔ پیغمبرانِ خدا نے ناتوانی اور توانی کے عالم میں حق کو واضح کیا اور کبھی گفتگو بھی کی ہے، تاکہ خدا اپنے امر کی تکمیل کرے اور اپنے حکم کو نافذ فرمائے۔

لوگوں کی چند قسمیں ہیں۔ ایک گروہ حق سے واقف اور راہِ نجات پر گامزن ہے حق کو اپنائے ہوئے ہے، اسلامی اصول و فروع کا پابند ہے

اس کے یہاں شک و تردید نہیں ہے وہ کسی اور پناہ گاہ کی تلاش میں نہیں ہے۔

ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جنھوں نے حق صاحبانِ حق سے نہیں لیا ہے، یہ لوگ تو ان لوگوں کی مانند ہیں جو دریا پر سفر کر رہے ہیں۔ جب دریا میں اضطراب ہوتا ہے تو یہ بھی مضطرب ہو جاتے ہیں اور جب دریا پرسکون ہوتا ہے تو یہ بھی پرسکون نظر آتے ہیں۔

تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جن پر شیطان مسلط ہے انھوں نے حسد کی بدولت حق کی مخالفت کی اور باطل کے سہارے حق کا دفاع کیا۔

وہ لوگ جو (صراط مستقیم سے الگ ہو گئے ہیں) اور ادھر ادھر جا رہے ہیں انھیں چھوڑ دو کیونکہ چرواہا ایک معمولی سی کوشش سے اپنی بھیڑوں کو اکٹھا کر لیتا ہے۔

تم نے ہمارے دوستوں کے اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ اگر جلالت اور بزرگی دلیل ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ جسے منصب حکم و خلافت دیا گیا ہے (معصوم امام) وہ مسائل کو طے کرنے اور حکم دینے کے بارے میں زیادہ سزاوار اور حقدار ہے، جو کچھ تمھارے قلمرو میں ہے وہاں صحیح راستہ اختیار کرو اور نیک باتوں کا خیال رکھو۔ ہمارے راز کو فاش کرنے اور ریاست طلبی سے بچو، کیونکہ یہ دونوں چیزیں انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں —!

تم نے فارس کے سفر کا ذکر کیا ہے، فارس جاؤ اور خدا سے خیر و برکت طلب کرو، انشاء اللہ تم صحیح و سالم مصر پہونچو گے۔ وہاں ہمارے دوستوں کو ہمارا سلام کہنا اور انھیں تقویٰ، خوفِ خدا، امانتداری کی

نصیحت کرنا اور یہ اعلان کر دینا کہ ہمارے اسرار کا فاش کرنے والا ہم سے جنگ کرنے والا ہے"۔

اس کے بعد اس نے کہا۔ جب میں نے یہ جملہ پڑھا کہ "تم صحیح و سالم مصر پہونچو گے" میں اس کا مطلب نہیں سمجھا، یہاں تک کہ میں بغداد آیا اور فارس کی طرف جانا چاہتا تھا مگر نہ جاسکا اور بغداد سے مصر چلا گیا۔ (اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ امام نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ مصر پہونچو گے۔) (۳۹)

(د) "محمد بن الحسن بن میمون" کا بیان ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور اپنی تنگ دستی کی شکایت کی۔ خط لکھنے کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث یاد آئی ــــ اَلْفَقْرُ مَعَنَا خَیْرٌ مِنَ الْغِنٰی مَعَ غَیْرِنَا وَالْقَتْلُ مَعَنَا خَیْرٌ مِنَ الْحَیَاۃِ مَعَ عَدُوِّنَا ــــ ہمارے ساتھ تنگ دستی میں رہنا دوسروں کے ساتھ آسائش میں رہنے سے بہتر ہے، اور ہمارے ساتھ قتل ہونا ہمارے دشمنوں کے ساتھ زندہ رہنے سے بہتر ہے"۔

امام علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ:

"جس وقت ہمارے شیعہ اور دوستوں کے گناہ زیادہ ہوجاتے ہیں خداوند عالم انھیں فقر و تنگ دستی میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ انھیں گناہوں سے آزاد کرے۔ اگرچہ وہ ان کے بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جیسا کہ تم نے خود سے کہا ہے کہ ہمارے ساتھ تنگ دستی میں رہنا دوسروں کے ساتھ آسائش میں رہنے سے بہتر ہے۔ جو ہم سے پناہ مانگتے ہیں ہم انھیں پناہ دیتے ہیں، جو ہم سے روشنی چاہتے ہیں ہم انھیں نور عطا کرتے ہیں جو ہم سے تمسک کرتے ہیں ہم ان کی حفاظت کرتے ہیں جو ہمیں دوست رکھتا ہے

وہ قرب کی بلند منزلوں میں ہمارے ساتھ ہوگا اور جو ہم سے انحراف کرے گا وہ جہنم میں جائے گا۔" (۳۰)

امام کا خط ایک جلیل القدر عالم کے نام

امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جو خطوط تحریر فرمائے ہیں، ان میں ایک خط "قم" کے جلیل القدر شیعہ عالم، بلند پایہ فقیہ "علی بن حسین بن بابویہ قمی" کے نام تحریر فرمایا ہے۔ وہ گرامی نامہ یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالْجَنَّۃُ لِلْمُوَحِّدِیْنَ وَالنَّارُ لِلْمُلْحِدِیْنَ وَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظَّالِمِیْنَ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَعِتْرَتِہِ الطَّاہِرِیْنَ

اس خدا کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

حمد ہے اس خدا کی جو سارے عالم کا پروردگار ہے۔ نیک انجام پرہیزگاروں کا ہے، اور جنت خدا کو ایک ماننے والوں کے لئے ہے اور جہنم کافروں کے لئے ہے ظلم و ستم بس ظالموں اور ستم گردوں کے لئے۔ اللہ کے علاوہ

کوئی اور خدا نہیں ہے جو بہترین خالق ہے۔ خدا کا سلام ہو بہترین مخلوق حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آلِ پاک پر۔

خدا کی حمد وثنا کے بعد اے بزرگ شخصیت کے حامل، ہمارے موردِ اعتماد اور ہمارے پیروکاروں کے فقیہ ابوالحسن علی بن حسین قمی۔ خدا تمھیں ان چیزوں کی توفیق عنایت فرمائے جس میں اس کی رضا اور خوشنودی ہے اور تمھاری نسل میں بہترین فرزند قرار دے۔

میں تمھیں تقوائے الٰہی کی نصیحت کرتا ہوں، تمھیں نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید کرتا ہوں، کیونکہ جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ تمھیں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ تم لوگوں کی خطاؤں اور ان کی لغزشوں سے درگذر کرو، غصہ پی جایا کرو۔ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحم اور نیک سلوک کرو۔ بھائیوں کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرو، سختی اور آسائش کے وقت ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرو، لوگوں کی جہالت اور نادانی کے مقابلہ میں بردبار رہو، دین میں گہری نظر رکھو، امور کو مستحکم انجام دو، قرآن کا علم حاصل کرو، اچھا اخلاق اختیار کرو اور امر بمعروف اور نہی از منکر کا فریضہ انجام دو۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ ــــــ

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوٰيهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ۔

"آپس میں بہت زیادہ باتیں کرنے میں کوئی اچھائی نہیں ہے مگر یہ کہ صدقہ دینے یا نیکی کرنے یا آپسی اختلافات کو ختم کرنے کی بات کی جائے۔"

تمام برائیوں اور آلودگیوں سے دور رہو، نمازِ شب کو کبھی ترک نہ کرنا رسولِ خدا نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ :—

یَا عَلِیُّ عَلَیْكَ بِصَلٰوةِ اللَّیْلِ، عَلَیْكَ بِصَلٰوةِ اللَّیْلِ، عَلَیْكَ بِصَلٰوةِ اللَّیْلِ، وَمَنِ اسْتَخَفَّ بِصَلٰوةِ اللَّیْلِ فَلَیْسَ مِنَّا۔ "اے علی تم پر لازم ہے نمازِ شب، تم پر لازم ہے نمازِ شب، تم پر لازم ہے نمازِ شب، اور جو شخص نمازِ شب کو سبک سمجھے وہ ہم سے نہیں ہے"۔ (یعنی اس نے ہماری روش اختیار نہیں کی)۔

تم ہماری باتوں پر عمل کرو اور ہمارے شیعوں سے بھی کہو کہ وہ ان باتوں پر عمل کریں، صبر و تحمل سے کام لو اور ظہور کا انتظار کرو، کیونکہ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری اُمّت کا سب سے بہترین عمل "انتظار" ہے، ہمارے شیعہ اس وقت تک مغموم و محزون رہیں گے جب تک کہ میرا فرزند "قائمؑ" ظہور نہ کرے۔ پیغمبر اسلامؐ نے یہ بشارت دی ہے کہ وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے پُر کر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری تھی۔[1]

---

[1] پرہیزگار اور احکامِ الٰہی کے پابند مسلمان ستمگاروں اور فاسد معاشرہ میں سختیوں اور مشکلات میں گرفتار ہیں۔ وہ مسلسل اپنے دین کی حفاظت میں کوشاں ہیں، لہٰذا انھیں صبر و تحمل کی سخت ضرورت ہے۔ انھیں ظہور کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اگر انھوں نے بے صبری اور جلد بازی سے کام لیا تو یہ چیز انھیں راست راہ سے منحرف کر سکتی ہے۔

اے بزرگ شخصیت کے حامل، ہمارے موردِ اعتماد ابوالحسن، صبر کرو اور ہمارے شیعوں کو صبر کی تعلیم دو۔ ہاں یہ زمین خدا کی زمین ہے وہ اپنے نیکوکار بندوں کو اس کا وارث بنائے گا اور نیک انجام پرہیزگاروں کا ہوگا۔ خدا کا سلام، اس کی رحمت اور برکت ہو تم پر اور ہمارے تمام شیعوں پر، وَ

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ۔" (۳۱)

امام کے معجزات

اپنے آبا و اجداد کی طرح حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام بھی غیب کی دنیا سے واقف تھے، خدا اور فرشتوں سے ان کا خاص ربط تھا۔ وہ تمام علوم جو امامت کے لئے ضروری ہیں ان سب پر آپ کو تسلط تھا۔ علماء نے روایات اور دوسری کتابوں میں آپ کے معجزات ذکر کئے ہیں۔ ان تمام معجزات کا ایک جگہ ذکر کرنے کے لئے ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ اختصار کے پیش نظر ذیل میں صرف چند معجزات کا ذکر کرتے ہیں:۔

(۱) ابوہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں ایک دن ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ سے چاندی مانگوں اور اس سے اپنے لئے انگوٹھی بنواؤں۔ امام کی خدمت میں بیٹھا رہا اور اپنا مدعا بیان کرنا بھول گیا۔ جب میں چلنے لگا اس وقت امامؑ نے فرمایا:

"تم چاندی چاہتے تھے ہم نے تمھیں انگوٹھی دے دی، اس کی بنوائی اور نگ ہماری طرف سے ہے۔ یہ انگوٹھی تمھیں مبارک ہو۔"

میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اے میرے آقا آپ خدا کے ولی اور میرے

امام ہیں، آپ کی اطاعت اپنے دین کا جز، جانتا ہوں"۔

فرمایا:۔" اے ابو ہاشم خدا تمھارے گناہوں کو معاف کرے"۔ (۳۲)

(۲) "نورالابصار" میں "شبلنجی" نے ابو ہاشم جعفری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں اور چار افراد "صالح بن وصیف" کے قید خانہ میں تھے کہ امام حسن عسکری اور ان کے بھائی جعفر بھی قید خانہ میں لائے گئے۔ ہم سب امام کے گرد جمع ہو گئے۔ اسی قید خانہ میں قبیلہ "بنی جمح" کا بھی ایک شخص تھا جو اپنے کو علوی کہتا تھا۔ امامؑ نے ہم سے فرمایا کہ اگر تمھارے درمیان غیر شخص نہ ہوتا تو میں تمھیں بتا دیتا کہ تمھیں رہائی کب ملے گی۔ امام نے اس مرد جمحی سے باہر جانے کا اشارہ کیا اور وہ باہر چلا گیا۔ اس وقت امام نے ہم سے فرمایا کہ یہ شخص تم سے نہیں ہے، اس سے ہوشیار رہو۔ جو باتیں تم نے کی ہیں اس نے ان سب کی رپورٹ تیار کی ہے تاکہ خلیفہ کو پیش کرے، اس وقت وہ رپورٹ اس کے لباس میں ہے۔

ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس کی تلاشی لی اور اس کے لباس سے وہ رپورٹ نکال لی۔ اس نے اس رپورٹ میں بڑی اہم اہم اور ہمارے بارے میں خطرناک خطرناک باتیں لکھ رکھی تھیں۔ (۳۳)

(۳) "محمد بن ربیع شیبانی" کا بیان ہے کہ میں نے اہواز میں ایک مشرک (دو خدا کو ماننے والے) سے مناظرہ کیا، اور اس کی بعض باتوں سے متاثر ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد سامرا گیا اور احمد بن خصیب کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے غور سے دیکھا اور انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا:۔

"اَحَدٌ اَحَدٌ فَوَحِّدْہُ۔ خدا ایک ہے، ایک ہے۔ اس کو ایک ہی مانو"۔

یہ سن کر میرے ہوش اُڑ گئے۔ (۳۴)

(۴) "اسماعیل بن محمد" کا بیان ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کے دروازے

پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب امام تشریف لائے، میں آپؑ کے پاس گیا اور اپنی تنگدستی اور پریشان حالی کی شکایت کی:—

"خدا کی قسم اس وقت میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے"۔

امام نے فرمایا:— "تمھارے پاس دو سو دینار ہیں اور قسم کھا کر کہتے ہو کہ ایک درہم بھی نہیں ہے"۔؟

اس کے بعد امام نے فرمایا:— "یہ بات اس لئے نہیں کہی کہ تمھیں کچھ دوں گا نہیں، امام نے اپنے غلام سے فرمایا:— "اس وقت جو کچھ تمھارے پاس ہے اس کو دے دو"۔

غلام نے مجھے سو دینار دیئے۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور واپس ہونے لگا۔ اس وقت حضرت نے فرمایا۔ "مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ جس وقت تمھیں ان دو سو دیناروں کی ضرورت پڑے وہ تمھیں نہ ملیں"۔

میں فوراً وہاں گیا جس جگہ دینار رکھے تھے۔ سارے دینار وہیں رکھے تھے۔ میں نے جگہ بدل دی اور اس طرح چھپا دیا کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ اس واقعہ کو ایک مدت گزر گئی۔ ایک مرتبہ مجھے ان دیناروں کی ضرورت پیش آئی۔ جب لینے گیا تو وہاں ایک دینار بھی نہ تھا۔ مجھے بہت افسوس ہوا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میرے لڑکے کو وہ جگہ معلوم ہو گئی تھی اور اس نے وہاں سے دینار نکال لیے اور جیسا کہ امام نے فرمایا تھا مجھے ان دیناروں سے کچھ نہ ملا۔ (۲۵)

(۵) "محمد بن عیاش" کا بیان ہے کہ ہم چند افراد آپس میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے، وہاں ایک ناصبی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ میں بغیر روشنائی کے کاغذ پر ایک چیز لکھ رہا ہوں، اگر امام نے اس کا جواب دے دیا تو قبول کر لوں گا کہ وہ امام برحق ہیں۔

ہم نے اپنے سوالات لکھے، ناصبی نے بھی ایک کاغذ پر بغیر روشنائی کے کچھ لکھا

اور یہ ساری چیزیں امامؑ کی خدمت میں پیش کردی گئیں۔

امام نے ہمارے سوالات کے جواب تحریر فرمائے اور ناصبی کے کاغذ پر اس کا اور اس کے والدین کا نام تحریر فرمایا۔ جب ناصبی کی نگاہ اس تحریر پر پڑی تو اس کے ہوش اُڑ گئے۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے عقیدۂ حق کو قبول کرلیا اور امام کے شیعوں میں شامل ہوگیا۔ (۳۶)

(۶) "عمر بن ابی مسلم کا بیان ہے کہ "سمیع مسمعی" میرا پڑوسی تھا، دیوار سے دیوار ملی تھی۔ وہ مجھے بہت تکلیفیں دیتا تھا۔ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور یہ استدعا کی کہ آپ دُعا فرمائیں تاکہ یہ مشکل حل ہوجائے امام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمھاری پریشانیاں بہت جلد دور ہوجائیں گی اور تم اس پڑوسی کے گھر کے مالک ہوجاؤ گے۔

ایک مہینہ کے بعد مسمعی کا انتقال ہوگیا۔ میں نے اس کا گھر خرید لیا اور اس کو اپنے گھر میں شامل کرلیا۔ (۳۷)

(۷) "ابوحمزہ" کا بیان ہے کہ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ امام اپنے غلاموں (جو مختلف نسل و ملک کے تھے، ان میں ترک، دیلم، روم، روس وغیرہ کے غلام بھی تھے) سے خود ان کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ امام تو مدینہ میں پیدا ہوئے ہیں اور اتنی زبانوں میں گفتگو فرماتے ہیں ـــــ امام نے میری طرف رُخ کرکے ارشاد فرمایا کہ

"یقیناً خداوند عالم نے اپنی حجت کو ساری مخلوقات میں ممتاز قرار دیا ہے اور اسے ہر چیز کی معرفت عطا کی ہے۔ امام مختلف زبانوں، حسب و نسب اور رونما ہونے والے واقعات کا علم رکھتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو امام اور بقیہ لوگوں میں کیا فرق رہ جائے۔" (۳۸)

امام کے اقوال

- عَلَيْكَ بِالْاِقْتِصَادِ وَاِيَّاكَ وَالْاِسْرَافَ

اپنی زندگی میں معتدل روش اختیار کرو، اسراف اور افراط سے بچو۔ (۳۹)

- ــــ امام کو بچپنے میں ایک شخص نے روتے ہوئے دیکھا جبکہ دوسرے بچے کھیل رہے تھے۔ اس نے یہ سوچا کہ امام اس لئے رو رہے ہیں کہ دوسرے بچوں کے پاس کھیلنے کا سامان ہے اور ان کے پاس نہیں ہے۔ اس نے امام کی خدمت میں عرض کیا۔ کیا آپ کے لئے اسباب فراہم کردوں۔؟

امام نے فرمایا کہ ــــــ

"يَا قَلِيْلَ الْعَقْلِ مَا لِلَّعِبِ خُلِقْنَا"۔ اے بدعقل ہم کھیلنے کے لیے نہیں پیدا ہوئے ہیں۔

اس نے کہا۔ پھر کس لئے آپ پیدا کیے گئے ہیں۔؟

فرمایا: "لِلْعِلْمِ وَالْعِبَادَةِ"۔ علم اور عبادت کے لئے۔

اس نے کہا: یہ آپ کہاں سے فرما رہے ہیں۔؟

فرمایا: خداوند عالم نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا ہے اور تمھیں یقین ہے کہ ہماری طرف واپس نہیں آؤ گے۔ (۴۱)

- لَا تُمَارِ فَيَذْهَبَ بَهَاؤُكَ وَلَا تُمَازِحْ فَيُجْتَرَئُ عَلَيْكَ

جنگ و جدال نہ کرو ورنہ تمہاری آبرو چلی جائے گی۔ بہت زیادہ مذاق نہ کرو ورنہ لوگ تم پر جری ہو جائیں گے۔ (۴۱)

- مِنَ التَّوَاضُعِ السَّلَامُ عَلٰى كُلِّ مَنْ تَمُرُّ بِهٖ وَالْجُلُوْسُ دُوْنَ شَرَفِ الْمَجْلِسِ۔ (۴۲)

ہر ایک کو سلام کرنا اور نشست میں پیچھے بیٹھنا انکساری کی دلیل ہے۔

- اِذَا نَشَطَتِ الْقُلُوْبُ فَاَوْدِعُوْهَا وَاِذَا نَفَرَتْ فَوَدِّعُوْهَا۔

جب دلوں میں نشاط ہو تو انھیں علم و حکمت سے معمور کرو، اور جب غمگین ہو تو اسے آزاد رکھو۔ (۴۳)

- لَيْسَ مِنَ الْاَدَبِ اِظْهَارُ الْفَرَحِ عِنْدَ الْمَحْزُوْنِ

غمگین کے پاس خوشی کا اظہار کرنا بے ادبی ہے۔ (۴۴)

- اَلتَّوَاضُعُ نِعْمَةٌ لَا يُحْسَدُ عَلَيْهَا

انکساری وہ نعمت ہے جس سے حسد نہیں کیا جاتا۔ (۴۵)

- مَنْ وَعَظَ اَخَاهُ سِرًّا فَقَدْ زَانَهٗ وَمَنْ وَعَظَهٗ عَلَانِيَةً فَقَدْ شَانَهٗ

جس نے اپنے بھائی کو تنہائی میں نصیحت کی اس نے اس کو عزت دی اور

جس نے دوسروں کے سامنے نصیحت کی اس نے اس کو بدنام کیا۔ (۴۶)

- كَفَاكَ اَدَباً لِنَفْسِكَ تَجَنُّبُكَ مَا تَكْرَهُ مِنَ غَيْرِكَ۔

تمہارے اپنے ادب کے لئے اتنا بہت ہے کہ خود ان باتوں سے پرہیز کرو جو دوسروں سے ناپسند کرتے ہو۔ (۴۷)

- حُسْنُ الصُّوْرَةِ جَمَالٌ ظَاهِرٌ وَحُسْنُ الْعَقْلِ جَمَالٌ بَاطِنٌ۔ (۴۸)

چہرے کی خوبصورتی ظاہری جمال ہے اور عقل کی اچھائی باطنی جمال ہے۔

- اِنَّ الْوُصُوْلَ اِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ سَفَرٌ لَا يُدْرَكُ اِلَّا بِاِسْتِطَاءِ اللَّيْلِ۔ (۴۹)

اللہ کا قرب حاصل کرنا ایسا سفر ہے جو راتوں کو جاگے بغیر طے نہیں ہو سکتا۔

- جُعِلَتِ الْخَبَائِثُ فِي بَيْتٍ وَالْكِذْبُ مَفَاتِيحُهَا۔

تمام برائیاں ایک گھر میں بند ہیں اور جھوٹ اس کی کنجی ہے۔ (۵۰)

- اِنَّ لِلْجُوْدِ مِقْدَارًا فَاِذَا زَادَ عَلَيْهِ فَهُوَ سَرَفٌ

بخشش اور عطا کی ایک حد ہے۔ جب حد سے گزر جائے تو اسراف ہے۔ (۵۱)

● وَاِنَّ لِلْحَزْمِ مِقْدَارًا فَاِذَا زَادَ عَلَيْهِ فَهُوَ جُبْنٌ

احتیاط کی بھی ایک حد ہے جب اس سے گزر جائے تو بزدلی ہے۔ (۵۲)

امام کے بعض اصحاب

امام جس دور میں زندگی بسر کر رہے تھے اس وقت معاشرہ پر طرح طرح کی پابندیاں اور قسم قسم کی سختیاں عائد تھیں، ان سختیوں اور پابندیوں نے فضا بالکل مکدر کر دی تھی، لوگ مشکل سے امام کی خدمت میں حاضر ہو سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امام کے اصحاب کی تعداد بہت زیادہ نظر نہیں آتی۔ لیکن پھر بھی جو لوگ امام کی برکتوں سے بہرہ مند ہوئے وہ عظیم شخصیتوں کے مالک اور علماء اور پرہیزگاروں کی صف میں نظر آتے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ذیل میں امام کے چند اصحاب کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

(۱) احمد بن اسحاق اشعری قمی

امامؑ کے خاص اصحاب میں احمد بن اسحاق اشعری قمی قابلِ ذکر ہیں۔ آپ امام کے امور انجام دیا کرتے تھے، قمیوں کی بزرگ شخصیت تھے۔ قمیوں کے مسائل امام کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور جواب حاصل کرتے تھے۔ امام محمد تقی علیہ السلام اور امام علی نقی علیہ السلام کا بھی دور دیکھا تھا اور روایتیں نقل کی ہیں۔ (۵۳)

احمد بن اسحاق نے "حسین بن روح" (غیبت صغریٰ میں امام حجتؑ کے تیسرے نائب) کو ایک خط لکھا اور حج کرنے کی اجازت چاہی۔ حسین بن روح نے اجازت کے

ساتھ ساتھ ایک کپڑا بھی بھیجا۔ یہ دیکھ کر احمد نے کہا کہ مجھے میرے مرنے کی خبر دی گئی ہے۔ اور حج سے واپسی میں "حلوان" (جسے اس وقت پل ذہاب کہتے ہیں) میں انتقال ہو گیا۔(۵۴)

احمد بن اسحاق کی وفات کے بارے میں "سعد بن عبداللہ" کا بیان ہے کہ ابھی حلوان تین فرسخ دور تھا کہ اسحاق کو بخار آگیا اور سخت بیمار ہو گئے کہ ہم ان کے بارے میں مایوس ہو گئے۔ جب ہم حلوان پہونچے تو ایک سرائے میں ٹھہرے۔ احمد نے کہا آج رات مجھے تنہا چھوڑ دو اور اپنی اپنی جگہ جا کر آرام کرو۔ ہم سب چلے گئے۔ صبح کو احمد کی فکر ہوئی ہم نے وہاں امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم "کافور" کو دیکھا جو ہم سے یہ کہہ رہا تھا کہ "اَحْسَنَ اللّٰہُ بِالْخَیْرِ عَزَائَکُمْ وَ جَبَرَ بِالْمَحْبُوْبِ رَزِیَّتَکُمْ۔" خدا تمہاری عزا کا نیک اجر دے، اور تمہاری مصیبت بہترین طریقے سے جبران کرے۔

اس کے بعد کہا "تمہارے ساتھی کا غسل و کفن ہو چکا ہے، اٹھو اور اس کو دفن کر دو۔ خدا سے بہت زیادہ قرب کی بنا پر وہ تمہارے مولا کے نزدیک سب سے زیادہ محترم تھے۔" اس کے بعد وہ نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ (۵۵)

(۲) ابوہاشم داؤد بن القاسم الجعفری

ابو ہاشم جناب جعفر طیار کی نسل سے تھے (۵۶) اپنے رشتہ داروں اور اہل بغداد کے نزدیک بہت زیادہ محترم تھے۔ ائمہ علیہم السلام کی نگاہوں میں خاص منزلت رکھتے تھے۔ امام محمد تقی اور امام علی نقی علیہم السّلام کا زمانہ دیکھا تھا۔ غیبت صغریٰ کی ابتدا، میں امام کے وکیلوں میں سے تھے اور امام کے امور انجام دیتے تھے۔

ابو ہاشم ائمہ علیہم السلام سے بہت زیادہ نزدیک تھے ائمہ کے نزدیکی اور خصوصی دوستوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ ائمہ علیہم السلام سے کافی روایتیں نقل کی ہیں اور کتاب بھی لکھی ہے۔ شیعوں کے عظیم علماء نے ان کی کتاب سے روایتیں نقل کی ہیں۔(۵۷)

ابوہاشم جعفری آزاد فکر، بے باک اور بہادر تھے۔ جس وقت "یحییٰ بن عمر زیدی"[۱] کا سر "محمد بن عبداللہ بن طاہر" والئ بغداد کے پاس لایا گیا۔ بعضوں نے اس کامیابی پر اس کو مبارکباد پیش کی۔ ابوہاشم والی بغداد کے پاس گئے اور بے ٹوک فرمایا۔ اے امیر میں تجھے ایسی چیز کی مبارک باد پیش کرنے آیا ہوں کہ اگر اس وقت رسول خداؐ زندہ ہوتے تو ضرور اس کے لئے عزاداری کرتے۔

والئ بغداد نے کوئی جواب نہیں دیا۔ (۵۸)

(۳) عبداللہ بن جعفر حمیری

قم کی بزرگ ہستی اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے حقیقی اصحاب میں سے تھے۔ آپ نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں جن میں ایک کتاب "قرب الاسناد" ہے۔ جس سے آج تک علماء اور فقہاء استفادہ کر رہے ہیں۔ تقریباً ۲۹۰ہجری میں کوفہ تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو حدیث کا درس دیا۔ (۵۹)

(۴) ابو عمرو عثمان بن سعید عَمری

حضرت ولی عصرؑ کی غیبت صغریٰ میں حضرتؑ کے پہلے نائب، بہت ہی بزرگ اور مورد اعتماد، امام علی نقی، امام حسن عسکری اور حضرت ولی عصر علیہم السلام کے خاص وکیل تھے۔ گیارہ سال کے تھے کہ امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور حضرت ہی کے زیر سایہ پروان چڑھے۔ آپ ائمہ اور عوام کے درمیان رابطہ تھے۔ آپ سے

۱۔ یحییٰ پرہیزگار اور بہادر علوی تھے جنھوں نے مستعین عباسی کے زمانے میں قیام کیا تھا اور قتل کر دیئے گئے تھے۔

کرامتیں بھی ظاہر ہوئی ہیں۔

جیسا کہ تذکرہ کیا کہ آپ حضرت ولی عصرؑ کے پہلے نائب تھے۔ امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکری علیہ السلام لوگوں کو آپ کے پاس بھیجتے تھے تاکہ وہ اپنے مسائل آپ سے دریافت کریں۔ امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:۔

"ابو عمر (عثمان بن سعید) مورد اعتماد اور ہمارے امین ہیں۔ وہ جو کچھ بیان کرتے ہیں ہماری طرف سے بیان کرتے ہیں، اور جو کچھ تم تک پہونچاتے ہیں ہماری طرف سے پہونچاتے ہیں۔" (۶۰)

شہادت

بنی عباس کے خلفاء اور ان کے کارندوں نے سُن رکھا تھا کہ اہل بیتِ اطہار علیہم السلام بارہ افراد ہیں۔ بارھواں غیبت کے بعد ظہور کرے گا تو ساری دُنیا سے ظالموں اور ستم گاروں کی بساط تہہ کر دے گا، باطل حکومتوں کا خاتمہ کر دے گا، ساری دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس بات نے خلفاء کو امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے دَور میں کچھ زیادہ پریشان کر رکھا تھا۔ اسی بنا پر یہ خلفاء امام حسن عسکری علیہ السلام پر سخت نظر رکھتے تھے، ایک ایک پل کی خبر رکھتے تھے اور اس بات کے کوشاں رہتے تھے کہ امام کے کوئی فرزند نہ ہو، اس کے لئے انھوں نے طرح طرح کے طریقے اختیار کئے۔ بارہا امام کو قید کیا۔ معتمد عباسی نے دیکھا کہ ان چیزوں سے کچھ حاصل نہ ہوا، لوگوں کی توجہ امام کی طرف بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ قید و بند کا الٹا اثر ہو رہا ہے، اس سے یہ برداشت نہ ہو سکا اور اس نے امام کو پوشیدہ قتل کرانے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے امام کو پوشیدہ طور پر

زہر دے دیا جس کی وجہ سے ۸ ربیع الاوّل ۲۶۰ھ کو امام حسن عسکری علیہ السّلام کی شہادت واقع ہوئی۔

خدا کا درود و سلام ہو ان پر اور ان کے آباؤ اجداد پر۔

سماج میں امام کے اثرات اور خاص کر شیعوں کی بغاوت کے اندیشے نے معتمد عباسی کو پریشان کر رکھا تھا کہ کہیں عوام کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ امام کو زہر دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ اس بات کی پوری کوشش کرتا تھا کہ اپنے اس جرم کو چھپائے رکھے۔

"ابن صباغ مالکی" نے اپنی کتاب "فصول المہمہ" میں عباسی دربار کی بڑی شخصیت "عبداللہ بن خاقان" کی زبانی نقل کیا ہے کہ:۔

"امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے وقت معتمد عباسی کی حالت قابلِ دید تھی، میں نے آج تک اس کو اتنا زیادہ پریشان نہیں دیکھا تھا۔ ہم اس کو دیکھ کر تعجب میں تھے کہ آخر اس کو کیا ہو گیا ہے۔ جس وقت امام بیمار ہوئے اس وقت اس نے اپنے دربار کے پانچ فقہاء کو، جو اس کے خاص آدمی تھے، امامؑ کی خدمت میں بھیجا کہ امام کے گھر میں رہیں اور تمام باتوں کی خبر دیں، اس کے علاوہ کچھ خدمت گار بھی بھیجے جو ہمیشہ امام کے پاس رہیں۔ "قاضی بن بختیار" کو حکم دیا کہ اپنے اعتماد کے دس افراد کو منتخب کرے اور امام کے گھر بھیجے جو صبح و شام امام کے پاس رہیں اور ان پر نظر رکھیں۔ دو تین دن کے بعد خلیفہ کو یہ خبر دی گئی کہ امام کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور صحت کی کوئی امید نہیں ہے۔ اس نے حکم دیا کہ مستقل امام کے پاس رہو اور ایک ایک پل کی خبر رکھو۔ چند دن کے بعد امام کی شہادت ہو گئی۔

جس وقت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی شہادت کی خبر پھیلی، سامرا میں تلاطم برپا ہو گیا۔ گریہ و فغاں کی آوازیں بلند ہو گئیں، بازار بند ہو گئے۔ لشکر کے افسران

شہر کے قاضی، شعراء بنی ہاشم، سماجی کارکن اور سیاسی افراد ... سب امام کی تشییع جنازہ میں شریک ہوئے۔ اس دن سامرا کا منظر قیامت سے کم نہ تھا۔ جس وقت امام کا جنازہ دفن کے لیے تیار ہو گیا اس وقت خلیفہ نے اپنے بھائی "عیسیٰ بن متوکل" کو بھیجا تاکہ آپؑ کی نماز جنازہ پڑھائے۔ جس وقت جنازہ زمین پر رکھا گیا عیسیٰ بن متوکل جنازے کے قریب گیا اور امام کا چہرہ کھولا اور علویوں، عباسیوں، قاضیوں، مصنفوں اور گواہوں کو بلا کر چہرہ دکھایا اور کہا کہ یہ ابو محمد عسکری ہیں جو اپنی موت سے اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اور خلیفہ کے فلاں فلاں خادم اس بات کے شاہد ہیں۔

اس کے بعد چہرہ بند کر دیا اور نماز جنازہ پڑھی (امام زمانہ علیہ السّلام پہلے ہی گھر میں نماز جنازہ پڑھا چکے تھے) اور دفن کرنے کو کہا۔ جمعہ کے دن ۸ ربیع الاوّل ۲۶۰ھ ہجری کو سامرا میں امام کی شہادت ہوئی، اور جس حجرے میں امام کے پدر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام دفن تھے وہیں آپ کو بھی دفن کیا گیا اور وہ حجرہ امام کے گھر میں تھا۔" (۶۱)

اس واقعہ سے باقاعدہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ امام کو سماج میں کیا اہمیت حاصل تھی اور حکومت وقت کتنی زیادہ پریشان تھی اور خلیفہ کو کتنی زیادہ تشویش تھی کہ کہیں یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ امام کو کس نے زہر دیا ہے، اس لئے اس نے پہلے ہی سے اس بات کی کوشش کی کہ امام کی شہادت کو طبیعی موت ثابت کرے ـــــ ہاں ستم گاروں اور ظالموں کو امامؑ کی موجودگی میں اپنا تخت و تاج ہمیشہ خطرے میں نظر آتا تھا۔ اس لئے یہ لوگ ہمیشہ اس بات کے کوشاں رہتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے امام کو محدود رکھیں اور امام کے نور کو پھیلنے نہ دیں۔ اس لئے ائمہ علیہم السلام پر ہمیشہ خلفاء وقت کڑی نظر رکھتے تھے اور آخر میں ان کے قتل کے درپے ہو جاتے تھے اور زہر کے ذریعہ یا تلوار سے شہید کر دیتے تھے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام کی شہادت کے بعد معتمد عباسی نے امام علیہ السّلام کی میراث امام علیہ السلام کی والدہ اور آپ کے بھائی جعفر کے درمیان تقسیم کردی تاکہ یہ ثابت کرے کہ امام نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی ہے امام لاولد تھے تاکہ شیعوں کو بعد کے امام کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔

اس نے خفیہ طور سے اپنے آدمی معین کر دیئے کہ امام کے فرزند کو تلاش کریں اور اگر مل جائے تو فوراً قتل کردیں۔ اس کام پر مامور افراد امام کے رشتہ داروں پر زور ڈالتے تھے کہ وہ بتائیں کہ امام کے فرزند کہاں ہیں۔ تمامتر کوششوں کے بعد بھی انھیں پتہ نہ لگ سکا اور وہ حضرت حجت عج تک نہ پہونچ سکے۔ خداوند عالم نے انھیں اپنی حفاظت میں رکھا تھا، ستم گردں کے حیلہ وبہانے سے بہت دُور۔!

ستم گردں اور ظالموں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے امام حجت علیہ السّلام لوگوں سے علی الاعلان نہیں ملتے تھے اور خدا کے حکم سے انھوں نے غیبت صغریٰ اختیار کرلی تھی۔ لیکن امام کے خاص احباب اور پاکیزہ اصحاب نے امام کو بچپن میں بارہا دیکھا تھا اور انھیں حضرت حجت کے وجود کا یقین تھا۔

جس وقت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی شہادت ہوئی اور امام کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے جعفر آگے بڑھے اس وقت حضرت حجت تشریف لائے اور جعفر کو الگ کر کے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ (۶۲)

غیبت صغریٰ کے زمانے میں امام کے خاص نائب اور وکیل امام کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور امام ان لوگوں کے ذریعہ عوام کے مسائل حل فرماتے تھے۔ نائبین اور وکلاء کے ذریعہ بے شمار کرامتیں اور معجزات ظاہر ہوئے جس سے امام کے دوستوں کے یقین اور اعتقاد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔

انشاءاللہ اس کے بعد کی کتاب میں حضرت حجّت عجّل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے حالاتِ زندگی پیش کیے جائیں گے۔

اللّٰھُمَّ عَجِّل فِیْ فَرَج مَوْلَانَا صَاحِبَ الزَّمَان
وَاجْعَلنَا مِنْ اعوَانِہٖ وَانصارہ وَخُدّامہ

ناچیز
عابدی
مجگاؤں۔ بمبئی

مآخذ

۱. بحار ج ۵۰ ص ۲۲۹، ۲۳۵، ۳۲۵
۲. کمال الدین۔ تالیف شیخ صدوق ص ۳۸۱
۳. کمال الدین " " ص ۳۸۲
۴. ارشاد مفید ص ۳۱۵
۵. اعلام الوریٰ ص ۲۷۰
۶. ارشاد مفید ص ۳۱۷
۷. تتمۃ المنتہیٰ ص ۲۵۲
۸. مروج الذہب ج ۴ ص ۹۱
۹. بحار ج ۵۰ ص ۲۵۱
۱۰. مروج الذہب ج ۴ ص ۹۵ - ۹۱۔ تتمۃ المنتہیٰ ص ۲۵۴
۱۱. ارشاد مفید ص ۳۲۴
۱۲. تتمۃ المنتہیٰ ص ۲۵۴ - ۲۵۸
۱۳. " " ص ۲۶۸ - مروج الذہب ج ۴ ص ۱۴۲ - ۱۴۰
۱۴. مقاتل الطالبین ص ۶۹۰ - ۶۸۵
۱۵. مروج الذہب ج ۲ ص ۱۲۰
۱۶. ارشاد مفید ص ۳۲۴، مہج الدعوات تالیف سید بن طاؤس ص ۲۷۴، بحار ج ۵۰، ص ۳۳۰
۱۷. ارشاد ص ۳۲۵ - ۳۲۴

۱۸۔ مہج الدعوات ص ۲۷۵

۱۹۔ کشف الغمہ ص ۳۰۷

۲۰۔ ارشاد مفید ص ۳۱۸

۲۱۔ بحار ج ۵۰ ص ۲۵۳

۲۲۔ اصول کافی مطبوعہ آخوندی ج ۱ ص ۵۰۶

۲۳۔ بحار ج ۵۰ ص ۳۰۴

۲۴۔ ارشاد مفید ص ۳۲۴

۲۵۔ احقاق الحق ج ۱۲ ص ۴۲۴ ۔ یہ روایت اہلِ سنّت کے چھ بڑے علماء نے بھی ذکر کی ہے۔

۲۶۔ مناقب ابنِ شہر آشوب ج ۳ ص ۳۲۵ ۔

۲۷۔ اعلام الوریٰ مطبوعہ نجف ص ۳۴۷

۲۸۔ کشف الغمہ مطبوعہ تبریز ج ۳ ص ۳۰۳

۲۹۔ " " " ج ۳ ص ۲۹۴ ۔ ۲۹۳

۳۰۔ " " " ج ۳ ص ۳۰۰

۳۱۔ انوار البہیہ مطبوعہ مشہد ص ۱۶۱

۳۲۔ اصول کافی ج ۱ ص ۵۱۲

۳۳۔ اعلام الوریٰ ص ۳۷۳ ، نور الابصار مطبوعہ قاہرہ ص ۱۸۳ ، فصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص ۲۸۶ مختصر تفاوت کے ساتھ

۳۴۔ کشف الغمہ ج ۳ ص ۳۰۵

۳۵۔ احقاق الحق ج ۱۲ ص ۳۷۰ ، نقل از فصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص ۲۸۶

۳۶۔ مناقب مطبوعہ نجف ج ۳ ص ۵۳۸

۳۷۔ کشف الغمہ ج ۳ ص ۳۰۲

۳۸. ارشاد مفید ص ۳۲۲

۳۹. احقاق الحق ج ۱۲ ص ۴۶۷

۴۰. ″ ″ ج ۱۲ ص ۴۷۳

۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵. انوار البهیہ مطبوعہ مشہد ص ۱۶۱ - ۱۶۰

۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲. انوار البهیہ مطبوعہ مشہد ص ۱۶۱ - ۱۶۰

۵۳. تنقیح المقال ج ۱ ص ۵۰

۵۴. اختیار معرفۃ الرجال ص ۵۵۷

۵۵. منتہی الامال ص ۲۷۹

۵۶. جامع الرواۃ ج ۱ ص ۳۰۷ (داود بن القاسم بن اسحٰق بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔

۵۷. تنقیح المقال ج ۱ ص ۴۱۳ - ۴۱۲، بحار الانوار کی وہ جلدیں مطالعہ ہوں جو امام محمد تقی، علی نقی اور امام حسن عسکری علیہم السلام سے متعلق ہیں۔

۵۸. قاموس الرجال ج ۴ ص ۵۹

۵۹. تنقیح المقال ج ۲ ص ۱۷۴

۶۰. ″ ″ ج ۲ ص ۲۴۵۔ قاموس الرجال ج ۶ ص ۲۴۵

۶۱. فصول المہمہ مطبوعہ نجف ص ۲۹۸

۶۲. کمال الدین مطبوعہ آخوندی ص ۴۷۵